رجسٹرڈ انجمنیہ (۱)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ ...... ے

ششماہی ...... ؎

سہ ماہی ...... عصہ

شرح چندہ

سالانہ ...... ے

ششماہی ...... ؎

سہ ماہی ...... عصہ

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

قیمت فی پرچہ (۲/)

نمبر (۳۰)	۷ نومبر ۱۹۴۲ء شنبہ	۲۷ شوال ۱۳۶۱ھ	۳ مہر دے ۱۳۵۲ ف	جلد (۲)

روس کے اسلامی مقبوضات

میدان کارزار

از

جناب اعظم ہاشمی صاحب

تاتارستان اور کریمیا

تاریخ بین حضرات سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ ممالک روسیہ کا ایک حصہ اسلامی ملک اور مسلمانوں کا پیدائشی وطن ہے جس کو قدیم مورخ توران اور دشت قبچاق لکھتے ہیں اور اب ان کو ترکستان، تاتارستان، قفقاز، کریمیا (قرم) کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ ان ممالک کے دو ریاستوں کی اسلامی شان و شوکت کو مورخین نے جلی حروف سے تحریر کیا ہے اور اس وقت ان پر ایک کافی عرصہ سے روسی قبضہ ہے۔ آج کل یہ مقامات جنگ کا مرکز ہیں اس لئے ان کے متعلق کچھ معلومات اس لئے بھی مسلمانوں کے لئے باعث دلچسپی ہوگا اور اس چیز کو نظر رکھتے ہوئے ان ممالک کے جغرافیہ اور تاریخ سے مختصر اقتباس ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

روس کے مقبوضہ ممالک کی مسلم آبادی خاص تورک ہیں اگرچہ وہاں دوسری ملت کے مسلمان بھی پائے جاتے ہیں اور مسلم آبادی یورپ اور ایشیا کے دونوں علاقوں میں سکونت پذیر ہے دونوں علاقوں کا رقبہ علی الترتیب ۲۲۲۵۰۰۰ مربع کیلو میٹر ہے اور آبادی ۳۰۰۰۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے لیکن ان اعداد سے افغانی ترکستان کا رقبہ اور آبادی خارج ہے۔

تاتاری مسلمان جو روس کے یورپی حصہ میں آباد ہیں اس کا محل وقوع کوہ اورال کے جنوب غرب میں دو لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو اسی مربع کیلو میٹر ہے اور اس سرزمین کا نام تاتارستان ہے اور یہاں کے دارالخلافہ اسلامی دور میں اور تا قازان اور استراخان یکے بعد دیگرے رہ چکے ہیں اسلامی سلاطین کی فہرست میں باتو خان اور سلطان غیاث الدین محمد اوزبیگ خان اور توختمش خان کے زمانہ حکومت میں اسلامی تاریخ جنوب مزین ہے۔

تاتارستان پر روسی قبضہ ۱۵۵۲ء بتاریخ ۲ اکتوبر ہے تیس سال طویل لڑائی جو شروع ہوتا ہے جس دن ۱۹۱۷ء میں روسی شاہی نظام اشتراکیوں کے ہاتھ میں آیا، تاتارستان دو جمہوری حصوں میں تقسیم کردیا گیا جو موجودہ دور تک تاتارستان اور باشقردستان کے نام سے مشہور ہیں ان کے مختصر حالات ذیل میں علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں۔

تاتارستان

یہ جمہوریت کوہ اورال کے غرب میں دریائے والگا کے ساحلی مقامات اور شہر نیجرہ کے درمیان ۶۷ ہزار ۹۶۰ مربع کیلو میٹر زمین پر واقع ہے بڑے بڑے شہر سارہ، بلغارہ، اور دل پردغ وغیرہ وغیرہ ہیں جن کا مرکزی ادارہ اس وقت قازان ہے آبادی ۲۰ لاکھ پانچ ہزار آٹھ سو ہے اور تمام مسلمان ہیں جن کا پیشہ زراعت صناعت اور تجارت ہے۔

باشقردستان

یہ سیبک کوہ اورال کے جنوب مغربی علاقہ میں قدیم تاتارستان کا ڈیڑھ لاکھ ایک ہزار دو سو مربع کیلو میٹر کا ایک ٹکڑا ہے بڑے بڑے شہر [illegible] قازانی وغیرہ قابل ذکر ہیں اس کا مرکزی ادارہ اوفا ہے آبادی ۳۰۰۰۰۰۰ ہے۔ وہاں کے اصلی باشندے مسلمان ہیں عام پیشہ مویشیوں کی پرورش ہے باشقردستان کے تاتاری گھوڑوں کی پیداوار شہرت پذیر ہے اور ان کی عورتوں کی دستکاری اور وفاداری قابل تعریف ہے۔ کریمیا (قرم) یہ ایک جزیرہ نما اسلامی ملک ہے جو بحر اسود کے شمال میں ہے اور ۲۵۰۰۰ مربع کیلو میٹر کا علیحدہ علاقہ ہے اور ۹۳۰۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے جن میں سے ۰۰۰۰۰۰ مسلمان ہیں اور ان کی زبان ترکی ہے اور اصلی تاتاری ترکی پر مشتمل ہیں۔ مشہور شہر باغچہ سرائے کرچ آق مسجد سیمبوریل (سیواستوپول) ہیں مرکزی ادارہ سیمفروپول ہے مسلمانوں کے دوران حکومت میں دارالسلطنت باغچہ سرائے رہ چکا ہے۔

[illegible] میں کریمیا کے مسلمانوں نے اپنے ملک کو دولت عثمانیہ ترکیہ میں شامل کر لیا تھا [illegible] میں کریمیا کو آزادی و خود مختاری دیدی گئی تھی [illegible] میں اس پر روسی تسلط ہوا جس کے خلاف حکومت عثمانیہ نے سلطان قرم کی حمایت میں روس کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا ۲۶ ستمبر کو روسی انقلاب کے موقعہ پر کریمیا نے [illegible] کی قیادت میں آزاد ہوکر اسلامی جمہوریت کا علمبردار ہوا لیکن ستمبر ۱۹۲۱ء میں کریمیا روس کے تصرف میں دوبارہ آگیا اور آج وہ جرمن اثرات میں مبتلا ہے۔

بقیہ سلسلہ صفحہ ۷ پر

مملکت

ہفتہ وار

جلد (۲) | ۳ اردی بہشت ۱۳۵۴ ف | نمبر (۳۰)

عہدہ داروں میں گروہ بندی

"ممالک محروسہ کی ملازمت خواہ وہ سیول ہو یا فوجی ایک وسیع برادری ہے۔ اور چونکہ خدمت اور حقیقی خدمت ہی ہمارا نصب العین ہے، وہاں کسی قسم کی گروہ بندی کا خیال روا نہیں رکھا جا سکتا۔"

(نواب صدر اعظم بہادر)

یہ وہ برادرانہ نصیحت ہے جو نواب صدر اعظم بہادر نے انجمن حیدرآباد سیول سروس کے عشائیے میں تقریر کرتے ہوئے عہدہ داران سرکار عالی کو فرمائی ہے۔ سرکاری عہدہ دار ایک ہی سرزمین پر بستے ہیں، ان کی روایات تقریباً ایک ہیں، ایک ہی حکومت کے تابع ہیں اور ایک ہی بادشاہ کے خادم ہیں پھر بھی جب ہم ان کی زندگی پر غور کرتے ہیں تو ہم کو عہدہ دار پانچ گروہ میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ہر گروہ کی حکمت عملی علٰحدہ، ان کا طریقۂ کار جدا، اور مطمح نظر الگ ہے۔ اس طرح کی گروہ بندی ملک کے بہترین مفاد کے خلاف ہے

عہدہ داروں میں امتیاز

پہلا گروہ سیولین عہدہ داروں کا ہے۔ ان کی ایک علٰحدہ انجمن ہے اور ان کی برادری اپنے آپ کو ایک خاص امتیاز کا حامل سمجھتی ہے۔ اس برادری میں دوسرے عہدہ داروں کی کوئی جگہ نہیں۔ دوسرا گروہ ان غیر سیولین عہدہ داروں کا ہے جو نوجوان ہیں جن میں انگلستان اور بیرونی جامعات کے تعلیم یافتہ اور ایسے افراد شامل ہیں جنہوں نے بیرونی ممالک میں عملی کام سیکھا ہے۔ تیسرا گروہ ان غیر عہدہ داروں کا ہے جو ان دونوں گروہوں میں نہیں آسکتے۔ چوتھا گروہ ایسے عہدہ داروں پر مشتمل ہے جو محض ملازمت کی خاطر ملازمت کرتے ہیں اور کوئی خاص نصب العین نہیں رکھتے۔ پانچواں گروہ تقریباً ان عہدہ داروں کا ہے جو ملکی نہیں ہیں۔ دوسرے اور تیسرے گروہ کو وجود میں لانے کی ذمہ داری زیادہ تر پہلے گروہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس خصوص میں نواب صدر اعظم بہادر کے اس ارشاد کو عہدہ داروں کے لئے موضوع غور و فکر بننا چاہیے کہ:

"دوسرے ممالک کی طرح حیدرآباد میں بھی سرکاری ملازمت کے دائرے میں سیولین بھی شامل ہیں اور دوسرے ملازمین بھی۔ اور میری برادرانہ نصیحت بالکل یہی ہے کہ آپ دوسرے ملازمین کو کبھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ہمیشہ اس کا خیال رکھیں گے اور کسی قسم کی بیجا ترجیح خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ روا نہ رکھیں گے اور ایک ہی سروس سے تعلق رکھنے والے تمام اراکین مساوی ہیں اور ان سے مساویانہ برتاؤ ہونا چاہئے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ عہدہ داران ایچ۔ سی۔ ایس۔ ان عہدہ داروں کو حقیر نہ تصور کریں جن کا تعلق ایچ۔ سی۔ ایس سے نہیں ہے۔ اسی طرح میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ جن محکموں میں دوسری قابلیتوں کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ عدالت کے شعبے ہیں وہاں عہدہ داران ایچ۔ سی۔ ایس کے ساتھ کوئی خاص امتیازی برتاؤ کیا جائے۔ برطانوی ہند میں بعض اوقات غیر آئی۔ سی۔ ایس عہدہ داروں نے بہت ممتاز حیثیت حاصل کی ہے اور قابلیت اور کارکردگی میں اپنے آئی۔ سی۔ ایس۔ ہمسر کارکنوں پر سبقت لے گئے ہیں۔ آپ کے سامنے سر غلام محمد صدر المہام فینانس کی مثال موجود ہے جو آئی۔ سی۔ ایس کے رکن نہیں ہیں لیکن ان کی قابلیت، کارکردگی، خوش تدبیری اور انتظامی قابلیت کا خود حکومت ہند نے اعتراف کر کے معتمدی کے منصب جلیلہ پر فائز کیا اور ان کے تحت بحیثیت آئی۔ سی۔ ایس رکن کام کرتے رہے ..... یہ امر کسی صراحت کا محتاج نہیں کہ جب ایک شخص حلقۂ ملازمت میں داخل ہو جائے تو پھر اس کی قابلیت کا اندازہ صرف اس کے کام سے کرنا چاہئے نہ کہ کسی اور چیز سے۔"

اس کے علاوہ خود انجمن سیول سروس کے صدر نے بھی محسوس کیا کہ:

"اس سلسلہ میں ایک اور شکایت کا ذکر کروں جو کبھی کبھی سنی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ سیولین عہدہ دار جو غیر سیولین اعلیٰ عہدہ داروں کے ماتحت ہیں بعض اوقات ان کے معلومات اور تجربہ کی مناسب وقعت نہیں کرتے۔ اس قسم کے رجحان سے زیادہ طبقۂ سیولین کو بدنام کرنے والی کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی۔ آداب ملازمت کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس صورت میں جبکہ افسر اعلیٰ مناسب قابلیت رکھتا ہو کسی ماتحت سیولین کا اطلاع خلاف ضابطہ متصور نہیں سمجھا جائے گا اور اگر ایسے سینیئر سیولین عہدہ داروں کی ماتحتی میں جو اپنے معلومات اور تجربہ سے سیولینوں کو بہت کچھ تعلیم دے سکتے ہوں کوئی سیولین ایسا طرز عمل اختیار کرے تو وہ طرز عمل کسی طرح ایک سخت جرم سے کم نہ ہوگا۔ کیا میں اس توقع کا اظہار کر سکتا ہوں کہ سیولینوں کے اس قسم کے رجحان کا سدباب کیا جائے گا۔ نہ صرف اس لئے کہ وہ خود سیولین عہدہ دار کے انفرادی مفاد کے لئے مضر ہے بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ ایسے رجحان سے سیولینوں کے عام طبقے کے بدنام ہو جانے کا امکان ہے۔"

سیول سروس کا مقصد

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ہر عہدہ دار جو فوجی نہیں ہے وہ سیولین ہے مگر یہاں عرف عام میں سیولین عہدہ دار اسی کو سمجھا جاتا ہے جو ایچ۔ سی۔ ایس کلاس کا امتحان کامیاب ہو۔ یہ ایک بنیادی غلطی ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیول سروس کلاس کو وجود میں لانے کی غرض یہ تھی کہ جو لوگ سرکاری ملازمت میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان میں سے صرف چند افراد کو بطور خاص اس طرح تعلیم و تربیت دی جائے کہ وہ دوسرے عہدہ داروں کے لئے نمونہ بن سکیں۔ چونکہ حکومت ہر شخص پر جو ملازمت میں داخل ہونا چاہے اتنا روپیہ صرف نہیں کر سکتی اس لئے وہ ہر سال چند افراد کو منتخب کر لیتی ہے۔ خود صدر انجمن سیول سروس کی تقریر سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حکومت کا یہ منشا کس حد تک پورا ہوا۔ حکومت سیول سروس کلاس کے طلبا پر ایک کثیر رقم صرف کرتی ہے، ان کو بڑے بڑے عہدے دیتی ہے، ان کے ساتھ خاص مراعات روا رکھے جاتے ہیں۔ دوسری طرف یورپ میں تعلیم پانے والوں کو بھی حکومت وظائف دیتی ہے اور واپسی کے بعد اعلیٰ عہدوں سے سرفراز کرتی ہے۔ ایسے افراد دو طرح کے فائدے حاصل کرتے ہیں، ایک تو ان کی تعلیم کے مصارف حکومت برداشت کرتی ہے اور ان کو اعلیٰ عہدے ملتے ہیں۔ مگر ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ طبقے میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو اپنے ذاتی مصارف سے اعلیٰ تعلیم پاتے ہیں اور اپنی ذاتی محنت اور مشقت سے اپنے آپ کو ملازمت کا اہل بناتے ہیں۔ ان کے بعد بھی انہیں اعلیٰ عہدے ملنا تو کجا ادنیٰ ملازمت کے لئے سرگرداں رہنا پڑتا ہے۔ ہم ایسے نوجوانوں سے واقف ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی مصارف

سے تعلیم پاکر اپنے اندر اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں پیدا کی تھیں لیکن چونکہ زبان کے نقدان کی وجہ سے ان کی شخصیتیں [illegible] کی زندگی ایک حزنیہ بن کر رہ گئی۔

عدالتی خدمات

محکمہ کے عہدہ داروں سے ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر ترجیح دینے کا طریقہ ہمارے خیال میں بالکل نامناسب ہے۔ بہتیرے عہدہ دار ایسے ہیں جو سی ایس کلاس کا امتحان کامیاب نہیں ہیں لیکن ان کی علمی قابلیت، ان کی ذہانت اور کارکردگی مسلم ہے۔ مثال کے طور پر ایسے عہدہ داروں کو لیجئے جو بیرسٹر یا ایل ایل بی ہیں۔ ان کی قانونی معلومات سی ایس کلاس والوں سے بہتر ہوتے ہیں جو تھوڑا سا قانون سی ایس کلاس میں پڑھ لیتا ہے۔ ایسی بھی مثالیں ملیں گی کہ بی اے، بی ایس سی یا سائنس کی ڈگری کا کامیاب ہونے کے بعد سیول سروس کے امتحان میں شریک کیا گیا۔ یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ ساری عمر سائنس پڑھنے کے بعد کیا کوئی شخص تھوڑا سا قانون پڑھ کر عدالتی کام اس طرح انجام دے سکتا ہے جس طرح کہ ایک ایل ایل بی یا بیرسٹر انجام دیتا ہے۔ بہرحال جب اس طرح سیول سروس کے کامیاب عہدہ داروں کو دوسروں پر ترجیح دی جانے لگی تو انھوں نے بھی اپنا ایک علیحدہ گروہ قائم کر لیا اور وہ اپنی فضا میں کسی غیر کو داخل ہونے نہیں دیتے چنانچہ انجمن سیول سروس تقریباً ایک سرکاری ادارہ بن گیا حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ تمام سیول عہدہ داروں کی صرف ایک انجمن تشکیل دی جاتی تاکہ جملہ عہدہ دار باہمی میل جول رکھتے اور ایک دوسرے کے خیالات اور تجربے سے فائدہ اٹھاتے اور اس طرح عہدہ داروں میں ایک طرح کی ہم آہنگی پیدا ہو جاتی۔ ایسے ایک مشترکہ ادارہ کی تشکیل کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کرانا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

ایک مشترکہ ادارہ کی ضرورت

ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم سیول سروس کامیاب شدہ عہدہ داروں کے ہرگز مخالف نہیں ہیں ہم جانتے ہیں کہ ان میں بعض عہدہ دار ایسے ہیں جو ملک کے لئے ایک قابل فخر سرمایہ ہیں لیکن اس برادری میں فوقیت اور برتری کی جو روح پیدا ہو گئی ہے وہ یقیناً قابل اعتراض ہے جس کا اعتراف خود صدر انجمن سیول سروس نے اپنی تقریر میں کیا ہے۔ جہاں تک ہم کو علم ہے انجمن سیول سروس کے یہ پہلے صدر ہیں جنھوں نے اپنی برادری کی نسبت صحیح رائے ظاہر کی ہے اور نواب صاحب چھتاری پہلے صدر اعظم ہیں جنھوں نے اس ضمن کی صحیح رہنمائی فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ سرکاری عہدہ داروں میں کسی قسم کی گروہ بندی کا خیال روا نہیں رکھا جا سکتا۔ نواب صدر اعظم بہادر کے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ سرکاری عہدہ داروں کی ایک مشترکہ انجمن تشکیل دی جائے جس میں سیول اور غیر سیول کا کوئی امتیاز نہ رہے۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

مسٹر جنارادھن راؤ اور مسٹر [illegible] بابی وکیل وغیرہ ایک مشترکہ بیان میں کہتے ہیں کہ ناکامی تشکیل کی وجہ سے [illegible] کی رہائی اپنی جگہ تھیں عہدہ داران اسٹیٹ سے آگے بڑھ گئی ہیں اور کاروبار امدادی شروع کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ رعایا متصلہ مواضعات کو منتقل ہوتی جا رہی ہے۔

مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اور مسٹر جنارادھن راؤ دیسائی جو تحریک ستیاگرہ سے متعلق حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے اضلاع مرہٹواڑی کا دورہ کر رہے تھے ننگول سے ناندیڑ وارد ہوئے۔ یہاں آنند بھون میں ایک خانگی جلسہ ہوا۔

مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے مسٹر [illegible] اور مسٹر [illegible] سنگھ دیولا گاؤں گئے ہوئے تھے۔ انھوں نے ضلع پربھنی کی نمائندگی کی۔ اس جلسہ کے سلسلہ میں مسٹر [illegible] سے [illegible] کے مظاہرے کئے جن میں طلباء اور طالبات نے حصہ لیا۔ جلسہ بحسن و اتمام پر ختم ہوا۔

مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس قائمہ نے جو مسٹر [illegible] ویدیہ کی صدارت میں بمقام لاتور منعقد ہوئی تھی ہندوستان اور حیدرآباد کی سیاسی صورت حال پر غور کیا۔ ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ جب جنگ جمہوری مقاصد کے لئے لڑی جا رہی ہے تو جمہوریت کا اصول ہے کہ رائے عامہ کے بغیر محاصل عائد نہ کئے جائیں اس لئے محاصل ایک جدید مقننہ میں منظور کرائے جائیں جس کی تشکیل جمہوری اساس پر ہو۔ ایک دوسری قرارداد میں یہ طے کیا گیا کہ مہاراشٹرا کانفرنس بہ حیثیت جماعت کانگریس کی تحریک سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اگر کوئی رکن اس تحریک میں حصہ لے تو اپنی انفرادی ذمہ داری پر لے۔ ایسی صورت میں کانفرنس سے استعفا لازمی ہوگا۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر [illegible] کو [illegible] روانہ ہو رہے ہیں جہاں مجلس اتحاد المسلمین کی صوبائی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ مدراس اور بنگلور کا دورہ کرتے ہوئے نظام آباد تشریف لے جائیں گے۔

جلسہ سالانہ مملکتی مجلس اتحاد المسلمین کی مجلس استقبالیہ کی صدارت کے لئے مولوی سید احسن صاحب کا انتخاب عمل میں آیا۔

اعلان

پناہ لینے کی مشق

بذریعہ ہذا عوام کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ حسب مشتہرہ [illegible] مطابق [illegible] نومبر [illegible] دن کے ساڑھے تین بجے سے پناہ لینے کی عملی مشق ہوگی۔ انہیں اس سے [illegible] پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ سوائے ان اشخاص کے جنھیں خاص طور پر مستثنیٰ کیا گیا ہو ہر شخص کا فریضہ ہوگا کہ ہوائی حملے کی تنبیہ سنتے ہی فوراً پناہ گزین ہو۔

روسی محاذ

دشمن کے شدید ترین حملے پسپا

ماسکو ۵، نومبر۔ آج کے روسی اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ کل اسٹالن گراڈ پر دشمن نے جتنے بھی حملے کئے ان تمام حملوں کو پسپا کیا گیا جس میں دشمن کو زبردست نقصان پہنچا۔ اس سے پہلے جرمنوں نے [illegible] حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد جو غضبناک معرکہ شروع ہوا اس میں ایک ہزار سے زیادہ جرمن افسر اور سپاہی مارے گئے اور [illegible] دبابے برباد کر دیئے گئے۔

اس سے قبل کی اطلاعات مظہر ہیں کہ اسٹالن گراڈ کے مورچوں کے [illegible] جرمنوں کے حملے [illegible] شدید سے شدید ہوتے رہے اور دشمن زیادہ سے زیادہ کمکی افواج جنگ میں جھونک رہا تھا۔ جرمن بمبار طیارے روزانہ ہزاروں مرتبہ پرواز کرتے اور شہر کے مشرقی حصے میں سینکڑوں ٹن بم گراتے رہے لیکن باوجود ان پیہم حملوں کے مدافعین اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔

قفقاز میں [illegible] کے جنوب مشرق میں دشمن کی یلغار جاری ہے اگرچہ گزشتہ ۲۴ گھنٹوں میں روسیوں نے شدید مزاحمت کی۔ دشمن کی پیشقدمی اب کسیقدر سست پڑ گئی ہے۔

کل کی غضبناک لڑائیوں میں ۷ جرمن دبابے ایک منطقہ میں برباد کئے گئے۔ اور (۲۰) دبابے ایک دوسرے منطقہ میں اور مزید (۱۱) دبابے برباد کئے گئے۔ مغربی قفقاز میں ابھی میدان روسی فوجوں کے ہاتھ میں ہے ابھی تک [illegible] کے شمال مغرب میں جرمنوں کو روکا جا رہا ہے۔

[illegible] کے مشرق میں بحر [illegible] کے ساحل پر کل روسی کشتیوں نے دشمن کے فوجی مستقر پر حملہ کیا۔

جامعہ عثمانیہ میں مرہٹی کی تعلیم

باوجود یکہ مرہٹی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد بہت کم ہوتی ہے (سال رواں میں جو چھ جماعتوں میں ان طلباء کی تعداد صرف پندرہ ہے) جامعہ عثمانیہ ۱۹۱۸ء (۱۳۳۷ف) میں اپنی تاسیس سے اب تک برابر ان طلباء کے لئے مرہٹی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی تمام ممکنہ سہولتیں فراہم کرتی رہی ہے۔ دو سال قبل جامعہ عثمانیہ کی جماعت ایم۔ اے کے نصاب میں بطور مضمون اختیاری مرہٹی زبان اور ادب کو شامل کرکے تعلیمی سہولتوں میں مزید اضافہ کیا گیا۔ اس سے پہلے مرہٹی کی تعلیم صرف بی۔ اے تک محدود تھی اور اس کی وجہ سے وہ طلباء جو اس مضمون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے برطانوی ہند کی جامعات میں شریک ہونے پر مجبور رہتے تھے۔ لیکن اب یہ مشکلات دور ہوگئی ہیں اور جامعہ عثمانیہ میں مرہٹی کا ایک جداگانہ روبہ ترقی شعبہ موجود ہے۔ جماعت ایم۔ اے کا نصاب جامعہ بمبئی کے اصول نصاب کے مطابق مقرر کیا گیا ہے اور اس میں پراکرت کی تعلیم بھی شامل ہے جو سنسکرت سے مشتق زبان ہے۔

طلباء کی امداد

مرہٹی کے طلباء کے لئے اجرت تعلیم کی معافی اور وظائف کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ زیر تعلیم (۱۵) طلباء میں سے (۳) کو وظیفہ دیا جارہا ہے اور دو کی اجرت تعلیم معاف کردی گئی ہے اس کے علاوہ (۱۵) روپے ماہانہ وظیفہ اس طالب علم کو دیا جاتا ہے جو بی۔ اے کے امتحان میں اس زبان کے گروپ میں سب سے زیادہ نشانات حاصل کرتا ہے اب تک چھ طلباء یہ وظیفہ حاصل کرچکے ہیں ان میں سے تین نے جامعہ کلکتہ سے درجہ دوم میں ایم۔ اے کامیاب کرلیا اور ایک نے جامعہ ناگپور سے اس امتحان میں کامیابی حاصل کی۔

تحقیقی کام

جامعہ عثمانیہ میں مرہٹی زبان میں تحقیقی کام کی ابتداء ۱۹۲۳ء (۱۳۳۲ف) میں ہوئی اور اس کے لئے (۷۵) روپے ماہوار کا تحقیقی وظیفہ مقرر کیا گیا۔ پروفیسر آر۔ ایم جوساری جامعہ کے لکچرار مرہٹی نے سب سے پہلے یہ وظیفہ حاصل کیا اور ان کی تحقیقات کا موضوع "تیرھویں صدی کا مرہٹی ادب" تھا۔ اس تحقیقی کام کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ تیرھویں صدی کی یادگار تصنیف "نیا نیشوری" میں جو فارسی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کے ماخذوں کی تحقیق کی گئی ہے اس کے بعد تین طلباء نے یہ وظیفہ حاصل کیا انہوں نے "دفتر پیشوا" "مرہٹی ناول" اور "حیات گرنتھ پر ہو" پر تحقیقی کام کیا حال ہی میں جامعہ نے قدیم مرہٹی قلمی نسخے خریدنے کے لئے (۳۵۰۰) روپے منظور کئے اور یہ کام مسٹر سی۔ این جوشی کے تفویض کیا گیا جنہوں نے اب تک ایک قلمی نسخے حاصل کرائے ہیں ان میں سے بہت کمیاب ہیں۔ ان نسخوں کی ترتیب کا کام جاری ہے اور امید ہے کہ جلد مکمل ہوجائے گا۔

مرہٹی ادب میں اضافہ

ممالک محروسہ میں مرہٹی کے ذی علم اشخاص نے مرہٹی ادب میں جو حصہ لیا ہے اس کا تذکرہ بھی ضروری ہے ایک مستند علمی شخصیت کی رائے کے مطابق نمایاں ترین تصانیف مسٹر نندا پورکر کی "وانگ ویاس" (اشعار کی ایک بیاض جو ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی) مسٹر باتھنہ کر کی "جان کی گریا" اور دوسری مختصر نظمیں اور مسٹر بیدرکر کی "ریم دپکی" ہیں اور ان کو اعلیٰ درجہ کا کلام کہا جاتا ہے۔ مسٹر نندا پورکر جامعہ میں مرہٹی کے لکچرار ہیں۔

مرہٹی کتب خانہ

جامعہ کے کتب خانہ میں مرہٹی کی مستند کتابوں کا جو مجموعہ ہے وہ خصوصی تذکرہ کا مستحق ہے کتب خانہ میں مختلف موضوعات پر کل (۱۰۰۰) کتابیں ہیں جو قدیم اور جدید شاعری سوانح، تاریخ، سفر، قواعد اور خطابت، سائنس، ڈرامہ اور ناول پر مشتمل ہیں۔ اس تعداد میں متواتر اضافہ ہورہا ہے اور کتب خانہ کی جانب سے سات سربرآوردہ مرہٹی جرائد بھی خریدے جاتے ہیں۔

زائد از نصاب مصروفیات

جامعہ کی بزم مرہٹی جو ۱۹۲۳ء (۱۳۳۳ف) میں قائم ہوئی تھی سال بسال معقول ترقی کرتی گئی اور آج (۱۵۰) طلباء اس کے رکن ہیں جو اس کی سرگرمیوں "بالخصوص رسالہ پرکاش" سے حقیقی دلچسپی لیتے ہیں اور کئی طلباء مختلف موضوعات پر اس رسالہ کے لئے دلچسپ مضامین لکھتے ہیں۔ تقاریر ادب مباحث نظم خوانی اور برطانوی ہند میں رہنے والے مرہٹی کے مشہور ذی علم اشخاص کی تقاریر اس بزم کی چند نمایاں خصوصیات ہیں اور اس کے سالانہ جلسوں کی صدارت کے لئے بیرون ممالک محروسہ سے مرہٹی کے کسی مشہور عالم کو مدعو کیا جاتا ہے۔

بیرونی اداروں کی امداد

حکومت سرکارعالی کی جانب سے برطانوی ہند کے مستند ایسے اداروں کو باقاعدہ امداد جاری ہے جو مرہٹی ادب کے مطالعہ اور تحقیقی کام میں مصروف ہیں۔ ان میں بھنڈارکر اورنٹیل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور پروفیسر کھاروے کی جامعہ اناث زیادہ نمایاں ہیں بھنڈارکر انسٹی ٹیوٹ کو مہابھارت کے جدید اڈیشن کے مصارف کی پابجائی کے لئے گزشتہ دس سال سے ایک ہزار روپے سالانہ دئے جارہے ہیں اور پروفیسر کھاروے کی جامعہ اناث کے لئے (۱۰۰۰) روپے سالانہ کا عطیہ دیا جاتا ہے۔

مرہٹی زبان میں تاریخ دکن

حال ہی میں محکمہ امور دستوری کی تحریک اور محکمہ آثار قدیمہ کے تعاون سے مسٹر جوشی (متعلق بہ محکمہ آثار قدیمہ) کو جو دور کے مشہور مورخ مسٹر جی۔ ایس سردیسائی کی نگرانی میں کام کرنے کے لئے کام شروع کردیا گیا ہے تاکہ وہ حیدرآباد کی تاریخ اور حیدرآباد اور مرہٹوں کی تاریخ کے باہمی تعلق کے ضمن میں مرہٹی ماخذ سے معلومات اور مواد فراہم کریں۔ چنانچہ فراہم شدہ مواد دفتر دیوانی کی تحویل میں دیدیا گیا ہے اور تحقیق سے واقف ذی علم مرہٹی دانوں کی اعانت سے دفتر دیوانی کی مرہٹی دستاویزات کی صراحت اور تدوین کی کوشش کی جارہی ہے۔ مرہٹی زبان میں تاریخ دکن بالخصوص حیدرآباد کی تاریخ سے متعلق مواد بھی اس دفتر میں فراہم کیا جارہا ہے جو آگے چل کر تاریخ دانوں اور تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔

روس کے اسلامی مقبوضات

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

قفقاز کی جمہوریتیں

قفقاز کا کل رقبہ ۲۸۰،۵۵۰ مربع کیلومیٹر ہے اور کل آبادی ۱۰،۰۳۶،۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے یہ یورپ اور ایشیا کے درمیان ایک اہم خطہ ہے اور اس ملک کے باشندے مذہبی لحاظ سے تین فرقوں میں منقسم ہیں یعنی مسلم عیسائی یہودی اور نسلی نقطہ نظر سے ترک، تاتاری، ایرانی، گورجی اور روسی ارمنی پانچ قومیں ہیں سوویٹ روس نے ان سب کو الگ الگ جمہوریتوں میں منقسم کرکے علحدہ علحدہ پانچ جمہوریتوں اور ملکوں میں تقسیم کردیا ہے۔

جمہوریہ آذربائیجان

علاقہ قفقاز کے جنوب مغرب بحیرہ کسپین میں ۸۶،۰۰۰ مربع کیلومیٹر ٹکڑے کا نام جمہوریہ آذربائیجان رکھا گیا ہے یہاں کی ۲،۵۰۰،۰۰۰ آبادی ہے کہا جاتا ہے ۸۰ فیصدی مسلمان ہیں مرکزی ادارہ شہر باکو ہے۔

جمہوریہ ارمنستان

قفقاز کے جنوب مشرق میں سے بالعموم کوہ ارارات کے ۲۹،۰۰۰ مربع کیلومیٹر کے ٹکڑے کو جدا کرکے اس کا نام ارمنستان رکھا گیا ہے معلوم رہے کہ اس جمہوریہ کے وجود سے شمال مغربی ترکیہ میں بسنے والے ارمنوں کو اہمیت حاصل ہے آبادی دس لاکھ تیرہ ہزار ہے جس میں تہائی حصہ مسلمان باقی ارمنی اور یہودی ہیں جن کا مرکزی ادارہ ایروان ہے۔

گورجستان یا جارجیہ

یہ قطعہ کوہ قاف کے مغرب سے علحدہ کیا گیا ہے مجموعی رقبہ ۶۹،۰۰۰ کیلومیٹر ہے آبادی ۲،۶۷۷،۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے یہاں پر تقریباً مسلم آبادی تیس فیصدی ہے اور مسلمان نسلاً تاتاری ترک ہیں زبان ترکی ہے۔ گرجستان یا جارجیہ دونوں کے معنے ایک ہیں۔

ماورائے قاف یا قفقاز

قفقاز کے سمت شمال میں ایک لاکھ پچاسی ہزار سات سو ستر کیلومیٹر زمین کا ٹکڑا علحدہ کرکے ماورائے قاف نام رکھا گیا ہے جس کی مرکزی حکومت کی شکل میں ہے کل آبادی ۵،۹۱۹،۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے یہاں ایک قبیلہ آباد ہے جس کا نام چرکس ہے اس لئے اس علاقے کو چرکستان بھی کہتے ہیں لیکن یہ اعلان محض وقت کی بات ہے ورنہ چرکس قوم کی آبادی پچاس ہزار کو بھی نہیں پہنچی اور دوسری قوم تاتاری کی آبادی آٹھ لاکھ کے قریب ہے خصوصاً چچن کے نام کی ایک مسلم قوم کی آبادی ڈھائی لاکھ ہے انشاء اللہ یہاں اس قفقاز کی مسلمانوں اور دیگر اقوام کے بارے میں مفصل بحث کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)

رفتارِ جنگ

متحدین کا اقدام

جنگ کا سماں نقشہ بڑا نقل آمیز ہے۔ ہر جگہ صورتِ حال امید افزا معلوم ہو رہی ہے۔ محاذ روس پر جنگی مہم کا موسم تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ اسٹالن گراڈ پر جو تعطل پیدا ہو گیا ہے وہ آخر حملہ آوروں کی شکست کا باعث ہوگا۔ قفقاز کے محاذ پر زیادہ سرگرمیاں کی توقع کی جا رہی ہے۔ بحر الکاہل میں جاپانیوں کو نو گنی پر پسپائی ہوئی۔ جزائر سلیمان میں جاپانی اپنے موقف کی بازیابی میں ناکام رہے۔

لیکن مہم گزشتہ کا سب سے اہم واقعہ یہ ہے کہ آٹھویں فوج نے مصر کے محاذ پر پیش قدمی شروع کر دی۔ کیا یہ عام پیش قدمی کی ابتدا ہے؟ یہ پیش قدمی اقوام متحدہ کے قائدین کے مشوروں کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ گزشتہ ہفتہ جنرل ویول ہندوستان سے روانہ ہوئے۔ اس سے کچھ ہی عرصہ قبل جنرل ویول نے برما کی سرحد کا معائنہ کیا اور یہاں کے انتظامات کی نسبت اطمینان کا اظہار کیا۔ جنرل ویول کے جانے کے بعد جنرل چیانگ کی آمد دہلی سے اعلان کیا گیا۔ ان کو روانگی کی خبروں سے دلیس اندازہ ہوتا ہے کہ خالی نہیں۔ لندن میں جنرل اسمٹس کی آمد کا نتیجہ مسٹر چرچل پریزیڈنٹ روزویلٹ کے کانفرنس میں شامل ہونا تھا جو فوجی مدبرین سے متعلق اہم مباحث میں حصہ لینا تھا۔

کیا یہ خیال درست ہے کہ برطانوی فوجی عہدہ داروں کی ان ملاقاتوں کا اقوام متحدہ کے ان فوجی منصوبوں سے کیا تعلق ہے جن پر انگریز، مسٹر چرچل اور روسی مدبرین کے مابین گفتگو ہو چکی ہے۔ یہ کہنا ابھی ممکن نہیں کہ یورپ سے باہر کوئی عام پیش قدمی اس دباؤ کو کم کر سکتی ہے جو روسی محاذ پر پڑ رہا ہے۔ ایسی پیش قدمی کی اہمیت کو کم نہیں کیا جا سکتا۔ اسٹالن گراڈ پر جرمنی کی پسپائی ہو چکی ہے لیکن یہ جرمن کمزوری نہیں کہ اس کو اتنی پسپائی ہو چکی ہے کہ وہ قفقاز کی مہم سے دست بردار ہو جائے گا۔ محاذ روس سے جو خبریں آ رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمن اپنی فوجیں اسٹالن گراڈ پر بھیج رہا ہے تاکہ قفقاز کی لڑائی کو فیصلہ کن بنایا جائے جہاں موسم سرما فوجی کارروائیوں میں حائل نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی قفقاز پر زیادہ دباؤ ڈال رہا ہے۔ اگر جرمنی کی فوجیں بحیرہ اسود کے ساحل پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو بحیرہ اسود کے روسی بیڑے کی حالت نازک ہو جائے گی۔ اس بیڑے کے پاس بہت کم اڈے رہ جائیں گے جو بحیرہ اسود کے جنوب مشرق میں واقع ہیں۔ یہ معمولی بندرگاہ ہیں جہاں ایسی صورت میں حملہ آوروں کے لئے ساحل پر اترنا دشوار ہوگا۔ یہاں کی مشکل سے بیڑے کو بچایا جا سکتا ہے۔ اس طرح بحیرہ اسود کے روسی بیڑے کا مقابلہ کرنے کی جرمنوں کی یا اطالویوں کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔

اگر یہ ہوا تو نہ صرف قفقاز بلکہ روس کے جنوبی محاذ پر بھی موسم سرما میں جرمنی کا دباؤ پڑے گا اور روس کے لئے ... دشوار ہوگا اور بحیرہ اسود سے متعلق دیگر معاملات مختصر ہو جائیں گے۔

غالباً ان واقعات کے مدنظر مصر کے محاذ پر آٹھویں فوج کی پیش قدمی شروع ہوئی ہے اگرچہ مستقبل قریب میں اس کا امکان نہیں تھا کہ مارشل رومل مصر سے پیچھے ہٹ جائے تاہم اس نے آٹھویں فوج کو محاذ مصر پر حرکت کرنے سے روک دیا۔ غالباً مارشل رومل اس بات کا منتظر تھا کہ جرمن فوجیں اگر قفقاز سے مشرق وسطیٰ میں گھس پڑیں تو اس کے اقدام میں سہولت ہوگی کیونکہ ایسی صورت میں آٹھویں فوج کو مشرق وسطیٰ سے کمک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ آٹھویں فوج کا اقدام کن نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس اقدام کا نقشہ بڑی احتیاط اور غور و فکر کے بعد تیار کیا گیا ہے۔ آٹھویں فوج کے اقدام سے پہلے شاہی ہوائی فوج نے جینوا پر بمباری کی کیونکہ وہ مرکز ہے جہاں سے رومل کو کمک پہنچ رہی ہے۔ جینوا پر بیز ... کی گئی اور شہروں پر کئی بار بمباری کی گئی جن پر تورین کا صنعتی مرکز بھی شامل ہے۔ بحیرہ روم میں بھی وسیع پیمانہ پر ہوائی حملے ہو رہے ہیں۔ رومل کو مدد کے لئے آنے والے جہاز ڈبو دیئے گئے۔ ساحل افریقہ کے بندرگاہوں پر بھی حملے ہو رہے ہیں۔ ان تمام کارروائیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک عام پیش قدمی شروع ہو گئی ہے۔

لیکن درحقیقت یہ پیش قدمی نہیں بلکہ مشرق وسطیٰ کی مدد ہے جہاں قفقاز کے راستے سے جرمنوں کے گھس آنے کا اندیشہ ہے۔ بہرحال یہ پیش قدمی بہت بروقت اختیار کی گئی لیکن روسیوں کے نقطہ نظر سے یہ کارروائی توقعات سے کم ہے۔ روسیوں کو ابھی اپنے ہی وسائل پر انحصار کرنا پڑے گا البتہ انہیں انگلستان اور امریکہ سے سامان جنگ کی صورت میں امداد ملتی رہے گی۔ یہ بات قابل افسوس ہے کہ انگلستان اور امریکہ فی الحال اس سے زیادہ مدد نہیں دے سکتے۔ اسٹالن گراڈ کی شہرۂ آفاق مدافعت سے یقین ہوتا ہے کہ موسم سرما میں روسی برابر مقابلہ کرتے رہیں گے اور جب دوسرا موسم گرما شروع ہوگا جنگ کا نقشہ الٹ جائے گا۔ اس وقت تک انگلستان اور امریکہ کی فوجی طاقت اس قدر زیادہ ہو جائے گی کہ مغربی یورپ سے جرمنی پر حملہ ہو سکے گا۔ دوسرے محاذ کے قیام کے اصرار کو نامناسب سمجھنے کے باوجود یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جب تک شمالی یورپ کے تحفظ پر قابض رہے گا اس کی شکست دشوار ہے۔ لہٰذا جلد یا بدیر یہاں حملہ کر کے اتار دینا ضروری ہے۔ یہ اہم کام اقوام متحدہ کے آگے اس وقت سے ہے جب سے کہ فرانس کی تسخیر کے بعد ہٹلر نے سارے یورپ پر تسلط حاصل کر لیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ شمالی برما سے جاپانیوں کو ہٹانے کی کوشش بھی اسی عام پیش قدمی کا ایک جزو ہے۔ اگر اس مقصد کے لئے فوجیں تیار ہیں تو اس میں تاخیر نہ ہونی چاہئے۔ برما میں جاپانیوں پر حملہ کرنے میں دیر نہ ہونی چاہئے کیونکہ جاپانیوں نے ہندوستان پر حملہ کرنے کے منصوبے کو ترک نہیں کیا ہے۔ شاید انہوں نے قفقاز میں جرمنوں کے اقدام کے نتیجہ کے انتظار میں ہندوستان کے حملہ کو ملتوی کر رکھا ہے۔ مارشل رومل کا منصوبہ یہ تھا کہ مسٹر چرچل نے جنگ کو حملہ کر کے ... جاپانی ہندوستان پر اس کے ساتھ ساتھ حملہ کر دیتے ہیں۔ جرمنی مشرق وسطیٰ پر حملہ کر کے مصر اور ساحلی راستوں کا اتنا ہی خطرہ ہوگا کہ کسی سمت سے بھی مشرق وسطیٰ کو کمک پہنچ نہ سکے۔ اگر رومل یورپ کے منصوبوں کے بموجب عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا تو جاپانیوں کو بھی ہندوستان کی پیش قدمی کرنی چاہئے تھی تو وہ مشرق کی طرف بڑھتے۔ برما پر بھی اسی طرح پیش قدمی ہونی چاہئے۔ چنانچہ برما میں جاپانیوں پر حملہ بھی اس پیش قدمی کا ایک جزو معلوم ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک زبردست برطانوی بحری بیڑے کو بحر ہند میں منتقل کیا گیا ہے۔ یہ بھی جاپانیوں کے منصوبہ کا ردعمل ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں جرمنی و رومل کا اتصال ہو۔ غالباً اسی سلسلہ میں جاپان کے دو بحری عہدہ دار مقرر ہوئے تھے۔ اس کے فوراً بعد دہلی میں برطانوی اور امریکی فوجی عہدہ داروں کی ملاقات ہوئی کا ردعمل معلوم ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ کی پیش قدمی میں بحر الکاہل بھی شامل ہے۔ جاپان پر ہوائی حملوں کی تیاری سرعت کے ساتھ کی جا رہی ہے۔ بحر الکاہل کے جنوب مشرق میں جاپانیوں کو پیچھے ڈھکیلا جا رہا ہے اگرچہ یہاں ان کا موقف ابھی کمزور نہیں ہوا۔ بہرحال برما کی جنگ بحر الکاہل کے محاذ کے لئے فیصلہ کن ثابت ہوگی۔ اس فیصلہ کن لڑائی کے لئے یقیناً جاپان تیاری کر رہا ہوگا۔ اقوام متحدہ کی جانب سے مکمل پیش قدمی جاپان کے منصوبوں کو الٹ سکتی ہے۔

آٹھویں فوج پورے محاذ پر پیش قدمی کر رہی ہے

قاہرہ ۳ نومبر۔ آج مشرق وسطیٰ کے اعلامیہ میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کل آٹھویں فوج پورے محاذ پر پیش قدمی کی۔ جنوب میں دشمن ابھی چند مورچوں پر قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ شمال میں اس کے پاس دبابہ شکن توپیں اور دبابے ہیں جو ہماری پیش قدمی کرنے والی فوجوں کے سامنے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ شب کی شب سے زبردست حملوں کے بعد ہماری دیول کے بمبار طیارے جنگی بمبار طیارے اور جنگی طیارے کل دن بھر دشمن کو پریشان کرتے رہے جو ساحلی سڑک پر پیچھے ہٹ رہا ہے۔

دشمن کی ہوائی سرگرمی اس حد تک رہی کہ اس نے ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کی اور حملہ آور طیاروں کا ایک مقابلہ کیا۔ اسٹوکا طیاروں کے حملوں میں دو جنگی طیارے اور ایک مسر شمٹ طیارہ تباہ کر دیا گیا۔ دن میں ہم نے کل ۱۳ طیارے مار گرائے۔

ہمارے بمبار طیاروں اور تارپیڈو سے جانے والے طیاروں نے شب کی تب میں وسطیٰ بحر روم میں حملے کئے جو دشمن کے ایک زبردست لوسے بردار تجارتی جہاز پر طرابلس کی بندرگاہ میں جو چھپتے ہوئے رک گیا۔ اسی طرح تیل لے جانے والے ایک جہاز پر بھی اس کے علاوہ تین تباہ کن جہازوں پر بھی بم گرائے گئے۔ جنوبی سسلی کے ساحل پر دشمن کی ایک دو مستول کشتی پر بھی حملہ کیا گیا۔ دشمن کے ۶ طیارے اتنا کا ساحل پار نہیں کیا۔ ان حملوں میں ہمارے ۲۳ طیارے غائب ہوئے۔ اور دو جو لاپتہ ہیں کے متعلق اس سے پہلے غائب ہونے کی اطلاع دی گئی تھی وہ واپس آ گئے ہیں۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس عاملہ کی ایک قرارداد میں بیان کیا گیا ہے کہ :-

"جب موجودہ جنگ جمہوری مقاصد کے لئے لڑی جا رہی ہے تو جمہوریت کا اصول ہے کہ رائے عامہ کے بغیر عمل نہ کئے جائیں۔ اسی بنا پر حکومت سے درخواست کی گئی ہے کہ یہ بل ایک جدید مقننہ میں منظور کرائے جس کی تشکیل جمہوری اساس پر عمل میں لائی جائے" (ایک خبر)

مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیا اور ان کے ساتھی یہ نہ سمجھ سکے کہ موجودہ جنگ جمہوریت کے مقاصد کے لئے لڑی جا رہی ہے نہ کہ جمہوری اصول پر۔ کابینہ جنگ کے احکام تو مقننہ میں پیش ہوتے ہیں اور نہ رائے عامہ سے وہ منظور کرائے جاتے ہیں۔ ہاں اگر مہاراشٹرا کے لیڈر کسی دوسرے ملک کی تیاری میں ہیں تو اس کے لئے رائے عامہ کو ہموار کرنے کی ضرورت ہوگی۔ کیا اسی لئے راجگوپال اور لارڈ وغیرہ کے دورے ہو رہے ہیں؟!

کانگریسی تحریک میں حصہ لینے سے متعلق ایک دوسری قرارداد میں مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس عاملہ نے طے کیا ہے کہ :-

"مہاراشٹرا کانفرنس بحیثیت جماعت موجودہ کانگریسی تحریک سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ اسی بنا پر اگر کوئی فرد تحریک میں حصہ لے تو وہ اپنی انفرادی ذمہ داری پر لے اور ایسی صورت میں کانفرنس کی رکنیت سے استعفا لازمی ہوگا"

ہم اس قرارداد کو مرتب کرنے والوں کی ہوشیاری اور تدبر کی داد دیتے ہیں۔ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اسی کو کہتے ہیں۔ ایک طرف کانفرنس کو قانون کی زد سے بچا لیا اور دوسری طرف کارکنوں کے لئے کانگریسی تحریک میں حصہ لینے کا راستہ کھول دیا۔ انفرادی آزادی کی اس سے بہتر مثال ملنا مشکل ہے۔ جب جی چاہا مہاراشٹرا کانفرنس سے مستعفی ہو کر کانگریسی تحریک میں شریک ہو جاؤ اور جب جی چاہا پھر مہاراشٹرا کانفرنس کے رکن بن جاؤ۔ صداقت و عدم تشدد کی جئے۔

مرکزی مجلس اتحاد المسلمین کے جلسہ شوری کی روداد کا ہم نے بغور مطالعہ کیا۔ روداد کے جو اجزاء ہم کو بہت پسند آئے ہم ان کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

"(۱) اجلاس ۔۔۔۔۔ قائد ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر صدر مرکزی مجلس اتحاد المسلمین کی ممتاز صدارت میں بمقام بیت الامت منعقد ہوا۔

(۲) اراکین نے بڑی بیتابی کے ساتھ شرکت کی تاکہ اہم فیصلوں کو سنیں اور ان کی توثیق کریں۔

(۳) اجلاس مسائل کے اعتبار سے وہ اہمیت اختیار نہ کر سکا جس کی توقع کی جاتی تھی۔

(۴) اجلاس شوری قائد ملت کی رقت انگیز دعا سے شروع ہوا۔

(۵) معتمد صاحب نے اعلان کیا کہ آئندہ سال کی صدارت کے لئے صرف قائد ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر کا نام وصول ہوا ہے۔ ایوان نے اپنی انتہائی مسرت کا اظہار تالیوں کی سماعت شکن گونج سے کیا۔

(۶) قائد ملت نے شکریہ ادا کرتے ہوئے آبدیدہ ہو کر ایک موثر تقریر فرمائی۔ آپ کی رقت انگیز تقریر سے سارا ایوان رو اٹھا"

کیا ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ جلسہ شوری کی یہ روداد "دکن نیوز" کے نمائندے نے بلا شرکت غیرے لکھی؟

معتمد صاحب مجلس اتحاد المسلمین نے فرمایا کہ :-

"مجلس کو بذریعہ اخبار اطلاع ملی ہے کہ حکومت نے ماہ (؟) آئینی مشاورتی کمیٹی کے علاوہ بعض اور کمیٹیوں کے لئے بھی ایسے اصحاب کو دعوت دی ہے جو مسلم عوام کے جذبات اور ضروریات سے قطعاً واقف نہیں ہیں جن کو رائے عامہ کی کوئی تائید حاصل نہیں ہے۔ اس لئے مجلس نے طے کیا ہے کہ اگر مجلس کے ارکان کے علاوہ کسی اور کو بھی نامزد کیا گیا تو وہ ملت اسلامیہ کے مفاد کے تحفظ کے مدنظر تعاون کے قابل نہ ہوگی۔" (دکن نیوز)

جہاں تک مسلم عوام کے جذبات اور ضروریات سے واقف ہونے اور ان کی نمائندگی کرنے کا سوال ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص صاحب علم، تجربہ کار اور صحیح الخیال ہو۔ اگر وہ "سماعت شکن" تالیاں بجا سکتا ہے اور "فلک شگاف" نعرے لگا سکتا ہے اور روپیہ خرچ کر کے رکن بن سکتا ہے تو نمائندگی کا اس کو پورا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ رہا ملت اسلامیہ کا مفاد تو اس کے متعلق عرض ہے کہ ملت اسلامیہ کے مفاد کا تحفظ کمیٹیوں میں شرکت یا عدم شرکت میں نہیں بلکہ صرف اس میں ہے کہ مسلمان آئین اسلام کا پابند ہو نہ کہ آئین اتحاد المسلمین کا۔

"مہاتما جی مجھے کانگریس کی تحریک کی نسبت کچھ بتاتے ہیں اور اس طرح کہنے کی نہ تو اجازت ہے اور نہ موقع" (مسٹر ترنگ راؤ)

ہمیں یقین ہے کہ آپ کانگریس کی تحریک کے خلاف کچھ کہنا نہیں چاہتے اور اس کی تائید میں جا بجا بلا اجازت یا موقع اس قدر کہہ چکے ہیں کہ اب زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

مقامی جرائد میں "دکن نیوز" کی یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ لندن کے امپیریل انسٹی ٹیوٹ میں ممالک محروسہ سرکار عالی کی دستکاری اور مصنوعات کی نمائش کے لئے انسٹی ٹیوٹ کی نمائش گیلری میں "حیدرآباد کورٹ" کے نام سے ایک جداگانہ شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اس شعبہ کے قیام کا مقصد حیدرآباد کے طرز زندگی، مناظر، فنون و دستکاری اور مصنوعات کی نمائش ہے۔ یہ شعبہ ہندوستانی ریاستوں کے لئے مخصوص حصہ میں نمایاں ترین مقام پر واقع ہے۔

"دکن نیوز" کی اس اطلاع کو پڑھ کر ہمیں بڑی مسرت ہوئی تھی کہ ہماری ایک مقامی نیوز ایجنسی کا نمائندہ لندن میں موجود ہے لیکن جب ہماری نظر ماہ آذر کے رسالہ "معلومات حیدرآباد" کے صفحہ ۲۳ پر "لندن کے امپیریل انسٹی ٹیوٹ میں حیدرآبادی شعبہ" کے عنوان سے ایک مضمون پر پڑی تو ہماری مسرت مایوسی سے بدل گئی۔

مخالفین اردو کی ستم ظریفی

اردو زبان کو مسلمانوں نے بنایا۔ ہندوؤں نے یا کسی خاص فرقے نے اور نہ اسے مسلمان یا کوئی اور مذہب رکھنے والے بادشاہوں نے پھیلایا اور نہ یہ صرف ہندوؤں یا صرف مسلمانوں کی زبان ہے اور نہ یہ درست ہے کہ مسلمان چاہیں تو اسے رکھیں یا ہندو چاہیں تو یہ جاتی رہے بلکہ ضرورت نے اسے بنایا اور ضرورت نے اسے پالا پوسا اور بڑھایا اور پھیلایا اور جب تک ضرورت رہے گی اردو زبان رہے گی یہ اور بات ہے کہ ضرورت کی طرف سے منہ موڑ لیا جائے مگر یہ صورت حالات چونکہ عارضی ہے ضرور جائے گی اور اردو زبان اپنی ضرورت منوا کے چھوڑے گی اور پھر کسی کو بھی کسی کو جرات یا ضرورت نہ ہوگی کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے بلکہ ایک مرتبہ اور یہ ماننا پڑے گا کہ یہ ہندوستانیوں کی زبان ہے جن میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ اردو کے سر یہ الزام کہ یہ مسلمانوں کی زبان ہے زیادہ تر اس تعصب پر مبنی ہے جو اردو کے ان لفظوں کے ساتھ برتا جاتا ہے جو عربی الاصل یا فارسی الاصل ہیں اگرچہ اردو میں ہندوستان کی اور قدیم زبانوں کے علاوہ عربی، فارسی، ترکی، پرتگالی، فرانسیسی، انگریزی اور دوسری زبانوں کے الفاظ بھی شامل ہیں مگر چونکہ عرب اور فارس سے آنے والے لوگوں کا اثر ہندوستان اور ہندوستانی زبان پر فرانس، پرتگال، انگلستان اور دوسرے ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ اور زیادہ مدت تک رہا اس لئے ان لوگوں کی زبانوں کے مقابلے میں عربی اور فارسی زبانوں کا اثر بھی ہندوستان کی عام زبان یعنی اردو پر زیادہ پڑا۔ پچھلے چند سالوں کا یہ رجحان کہ ہندوستان کی عام زبان ایسی ہو کہ اس میں بیرونی زبانوں کے لفظ کم اور مقامی زبانوں کے لفظ زیادہ ہونے چاہئیں بہت اعتراضات پیدا کر چکا ہے واقعات نے یہ ظاہر کر دیا کہ بیرونی زبانوں سے مراد صرف عربی و فارسی لی گئیں اور مقامی زبانوں میں سب سے بڑے ایک سنسکرت کو چن لیا گیا اور اس اقدام کو حق بصداقت ثابت کرنے کے لئے ایک دور دراز اور بہت ہی بحث طلب دعویٰ پیش کر دیا گیا کہ ہندوستان کی تمام صوبائی یا مقامی بولیاں سنسکرت کی اولاد ہیں۔ اس اقدام اور اس دعوے کا سب سے زیادہ پرچار ۔ زیادہ کیا بلکہ سارا پرچار صرف ان لوگوں کی طرف سے ہوا جو کسی نہ کسی طرح انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ رہے ہیں۔ یہی باعث ہوا کہ جو کانگریس کے خادم یا وہ جو کانگریس کے زیر اثر یا فرمانبردار ہیں بہر حال ان پچھلے سالوں کے رجحان کو تقویت دینے کی ذمہ داری کانگریس ہی کے سر رکھی جاتی ہے اور اسی سے اردو والے اس نام نہاد انڈین نیشنل کانگریس کے انڈین (یعنی ہندوستانی) اور نیشنل (یعنی قومی) ہونے پر بھی شبہ کرنے لگے اور یہ بات ایسی عام ہو گئی ہے کہ اب کسی ایسے شخص کی زبان سے جو کانگریس سے کسی قسم کا رشتہ رکھتا ہو اردو کے ایسے لفظ سننے میں آتے ہیں تو لوگ ان کو بڑی اہمیت دے کر تعجب (اور شاید کسی قدر مسرت) کے ساتھ دوسروں کو سناتے ہیں۔ حالانکہ اردو کے مخالفین کی سب سے بڑی دل چسپ ستم ظریفی یہ ہے کہ جب بھی کوئی موثر تقریر کرنی ہوتی ہے یا کوئی اثر انگیز بیان شائع کرنا ہوتا ہے تو زبان اردو ہی استعمال کی جاتی ہے۔ ستم ظریفی اور بڑھ جاتی ہے جب ایسی تقریر یا بیان کا مقصد اردو کی مخالفت ہو۔ بہرحال کانگریس کی طرف سے ایک عام پبلک کا ایک یہ مظاہرہ بھی ہوا کہ بمبئی کرانیکل کے ایک نامہ نگار نے یہ انکشاف کیا اور اردو اخباروں نے بھی اس کی خوب تشہیر کی کہ کانگریس کے حالیہ جلسہ (بمبئی) میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے حسب ذیل لفظ استعمال کئے۔

تعجب ۔۔۔ مذہب ۔۔۔ کفارہ ۔۔۔ بہتر
۔۔۔ موقع ۔۔۔ طاقت ۔۔۔ مرتبہ ۔۔۔ شرط
۔۔۔ اعتبار ۔۔۔ ہضم ۔۔۔ شخص ۔۔۔ امن
۔۔۔ امتحان ۔۔۔ ادب ۔۔۔ دعویٰ ۔۔۔ وغیرہ

(بمبئی کرانیکل ۱۰ اگست ۱۹۳۹ء)

نیز یہ کہ اسی جلسے میں جب بندے ماترم گایا گیا تو حاضرین کی افسردگی نہ دور ہوئی۔ ایک اور ہندی گیت گایا گیا جب بھی اداسی چھائی رہی البتہ جب اقبال کا مشہور ترانہ

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا

گایا گیا تو جلسے میں ایک زندگی اور بشاشت کی لہر دوڑ گئی اس ترانے کو گانے والے کوئی مسلمان یا صوبہ متحدہ کے باشندے نہیں بلکہ مہاراشٹر کے کرشن راؤ نامی ایک صاحب تھے۔ اس ترانے میں یہ لفظ بھی آتے ہیں۔

جہاں ۔۔۔ گلشن ۔۔۔ گلستاں ۔۔۔ پاسباں
۔۔۔ بلبل ۔۔۔ جہاں ۔۔۔ رشک ۔۔۔ مذہب
۔۔۔ وطن ۔۔۔ غربت ۔۔۔ نام و نشاں ۔۔۔ ہمسایہ
۔۔۔ آسمان ۔۔۔ آب رود گنگا ۔۔۔ کارواں
۔۔۔ محرم اور درد نہاں وغیرہ

غرض بمبئی کرانیکل کے نامہ نگار کا انکشاف خوب ہے اور اردو اخباروں کے تبصرے بھی حقیقت کو حقیقت ثابت کرتے ہیں اور واقعی اس دور میں ہر ہر لفظ کے لئے ایسے ہی ثبوتوں کی ضرورت بھی بہت ہے مگر سچ پوچھئے تو یہ وہ لفظ ہیں جن کو ہندوستانی ثابت کرنے کے لئے اتنی دور کی کوڑی لانے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہونی چاہئے تھی۔

یہ بھی دیکھنا ہے کہ ملک کا سب سے زیادہ ترجمان "ادارہ آل انڈیا ریڈیو" ان لفظوں کو جارحانہ سمجھتا ہے یا اب بھی ان کی جگہ کوئی اور "ہندوستانی" لفظوں کی کرید کھدیڑ اور دریافت ضروری سمجھتا ہے۔

(ہماری زبان)

مسٹر جناح کا بیان

پاکستان بنیادی مسئلہ ہے

نئی دہلی ۳ دسمبر۔ ہندوستان کے سیاسی تعطل کو ختم کرنے کی جو کوششیں مختلف حلقوں میں کی جا رہی ہیں ان کے متعلق اپنے ایک بیان میں مسٹر جناح کہتے ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک دفعہ سے زیادہ اپنا نقطہ نظر واضح کر دیا ہے مگر اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پاکستان کے نام سے کانگریس یعنی ہندوستان بیزار ہے حالانکہ پاکستان ان مقامات پر جہاں ہندو اکثریت ہے ہندوؤں کو بھی ویسی ہی آزادی دیتا ہے جب تک کہ بنیادی اصول پر اتفاق نہ ہو جائے نتیجہ خیز گفتگو نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی مفاہمت ہو سکتی ہے نہ یہ تعطل ختم ہو سکتا ہے۔ بنیادی اصول یہ ہیں کہ تمام جماعتیں اس بنیادی حکومت میں شامل ہوں مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کریں اور اس بات کا وعدہ کریں کہ وہ ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ کو تسلیم کریں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ اس بنیاد پر ایک عارضی حکومت دوران جنگ کے لئے بنائی جا سکتی ہے تاکہ ملک کے وسائل کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے جمع کرے۔ شرط یہ کہ مسلمانوں کو اس حکومت کی تشکیل میں برابری کا درجہ حاصل ہو۔ ہندوستان اور غیر ممالک میں بہت سی سکیمیں ایجاد کی جا رہی ہیں اور ہر روز کوئی نہ کوئی شخص ہندوستان کے تعطل کو ختم کرنے کی کوئی سکیم پیش کر دیتا ہے۔ مثلاً سر ... نے ایسی ہر سکیم پر تنقید یا تبصرے کی بہت خواہش ہے یا اس وجہ کہ ہر ایک دوسرے سے مختلف ہے اور ہر ایک کے لئے پوری طرح تجزیہ اور مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کہنا کہ ان تمام ... ثابت کرنے کے لئے کہ ان میں سے ہر سکیم قابل اعتراض ہے۔ اخباروں کے ذریعے نہیں کیا جا سکتا۔

مسلم ہندوستان کے لئے پاکستان ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ کوئی ایسی سکیم جو کہ موجودہ دستور اور قوانین میں بنیادی تغیرات پیدا ہونے کے خیال یا کسی طرح بھی پاکستان کے مطالبے کے خلاف ہو یا اس کو نظر انداز کرتی ہو ہماری طرف سے کبھی قبول نہیں کی جا سکتی۔ ورنہ کوئی ایسی سکیم قبول کی جا سکتی ہے جو ہندو اکثریت کے تفوق کو غیر ملکی حکومت کی تائید کے ساتھ قائم کرے۔

مجھے افسوس ہے کہ انگلستان اور امریکہ میں رہنے والے ان حقائق اور تعلیمات سے ناواقف رہ کر جو اس برصغیر کی دو بڑی قوموں کے درمیان دستوری مفاہمت کی بحث میں پیدا ہوتی ہیں جنگ کی کشمکش اور خطرات سے ڈر کر کانگریس کی تائید حاصل کرنے کے لئے مسئلہ کی بیخ و بنیاد کو چھوڑ کر ہر قسم کی تجاویز پیش کر رہے ہیں اور وہ اس خیال میں بہ دیکھتے ہیں کہ ... ان کی بعض تجاویز اور نقشے جب یہاں حقائق کی روشنی میں پہنچ جاتے ہیں تو وہ سخت انگیز معلوم ہوتے ہیں۔ کانگریس کو مطمئن کرنے کے یہ معنی ہیں کہ مسلم ہندوستان کو قربان کر دیا جائے جس کا نتیجہ بہت غلط ہوگا۔ یہ نو

کروڑ مسلمانوں کا اور ان کی قسمت کا معاملہ ہے اور یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ کانگریس اس پتنگ بازی کو بند کر دے اس سے اتنا فائدہ نہیں ہو رہا ہے جتنا کہ نقصان ہو رہا ہے۔

خلاصہ موازنہ ۱۳۵۲ف

آمدنی میں کمی۔ طبابت و تعلیمات کے مصارف پست اقوام کے لئے ایک لکھ دیہی خوشحالی کے لئے ٹرسٹ فنڈ اے۔ آر۔ پی کے لئے ۵۷ لاکھ گرانی الاؤنس کے لئے (۳۵) لاکھ تخفیف مصارف کی کمیٹی۔ جدید محاصل عائد نہیں کئے جائیں گے۔ عام مشکلات کے باوجود مالی توازن کے برقرار رکھنے کی کوشش۔

حیدرآباد کی معاشی زندگی جنگ کے حالات سے متاثر ہوئی ہے اور اسی طرح حکومت سرکارعالی کے آمدنی اور خرچ دونوں پر اس کے اثرات مترتب ہوئے ہیں۔ بعض اقسام کی اشیاء کے درآمد روکنے اور جنگ جاری رکھنے کے لئے ضروری اشیاء کی فراہمی بیرونی ممالک سے اشیاء درآمد کی تخفیف، انتظامات حمل و نقل کی دشواریاں اور ساتھ ہی بعض ضروریات زندگی کی قیمتوں کے تئیں ہندوستانی وسائل کا محدود ہونا ان امور کا نتیجہ ہوا کہ قیمتیں زمینی گئیں اور اسی وجہ سے گرانی قیمت سے متعلق تدابیر اختیار کرنی پڑیں۔ بحیثیت مجموعی کاشتکار کی موجودہ حالت جنگ سے قبل کی حالت سے بہتر ہے۔ جاری آمد و درآمد اور اس کی وجہ سے ہمارے بعض اہم وسائل آمدنی پر جنگ کے اثرات اور اضافہ سے نمایاں رہے ہیں جیسے چاول، دھان، شکر اور بعض دوسری اشیاء خوردنی کی درآمد میں کمی واقع ہوئی۔ اگرچہ بحساب قیمت محصول ادا کرنے والی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کے باعث مقداروں کی اس کمی کی کافی حد تک تلافی ہو گئی۔ روئی، جوار، باجرہ اور متفرق اجناس غلہ کی برآمد میں نمایاں کمی لیکن مونگ پھلی اور السی کی برآمد میں کمی واقع ہوئی۔ قیمتوں کے اضافہ اور تمام اشیاء کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے ۱۳۵۱ف میں اشیاء برآمد کی مجموعی مالیت میں بمقابلہ ۱۳۵۰ف کے تقریباً ۴ کروڑ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

آنریبل مسٹر غلام محمد صدرالمہام مالیات حکومت سرکارعالی نے اپنا پہلا موازنہ بابت ۱۳۵۲ف پیش کرتے ہوئے ممالک محروسہ سرکارعالی کے معاشی اور مالیاتی موقف پر ایک عام تبصرہ فرمایا ہے۔

صدرالمہام بہادر مالیات نے ان زبردست مصارف پر تاسف ظاہر فرمایا جو گزشتہ تین سال میں جنگی امداد اور دوسری متعلقہ سرگرمیوں کی وجہ سے ممالک محروسہ سرکارعالی پر عائد ہوئے ہیں لیکن حیدرآباد کے محدود وسائل آمدنی پر عائد شدہ شدید بار کی جانب توجہ منعطف کرتے ہوئے انہوں نے اپنے اس مگر خیال کا اظہار فرمایا کہ قومی تعمیر کی تمام سرگرمیوں اور بالخصوص تعلیمات، صحت عامہ، طبی امداد اور تنظیم دیہی اشتمال اور گھر یلو صنعتوں کے اخراجات میں تقلیل نہ ڈالا جائے۔ اور انہوں نے دراصل ان مدات کے لئے کچھ مزید اخراجات بھی تجویز کئے ہیں تاکہ مالی تنگی کے باوجود حکومت ضروری اصلاح و ترقی کی تجاویز روبعمل لاسکے۔ اس کے علاوہ حکومت نے پست اقوام اور قدیم قبائل کی تعلیم اور فلاح و بہبود کا کام ذمہ لیا ہے اس کی تمیس کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور موجودہ اقدامات کی ایک اور مد جسے عام طور سے پسند کیا جائے گا دیہی خوشحالی کی روک تھام کے لئے ایک ادارہ قائم کرنے کے واسطے ایک لاکھ روپیہ کی تخصیص ہے۔ جس کے لئے بقول صدرالمہام بہادر مالیات پبلک کے تمام طبقوں کی جانب سے متواتر مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ صدرالمہام بہادر نے اس خیال کا اظہار فرمایا ہے کہ حکومت کی کارگزاری ترقی یافتہ ہیں اور ان سے وہی مطالبات

کی تکمیل ہو جانی چاہئے۔

اندازہ موازنہ بابت ۱۳۵۲ف

یہ فرض کرتے ہوئے کہ جنگی حالات تمام سال برقرار رہیں گے ۱۳۵۲ف میں آمدنی اور خرچ کا حسب ذیل اندازہ لگایا گیا ہے۔

آمدنی (۹۳۴۰۱۳) لاکھ اور خرچ (۹۳۴۰۳۱) لاکھ جس سے (۱۸۰۱۸) لاکھ کا خسارہ نکلتا ہے۔ خرچ کے مداوان مدات سے متعلق ہیں جن کی پابجائی موجودہ آمدنی سے ہوگی۔ ان میں مصارف معمولی و غیر معمولی دونوں شامل ہیں۔ اندازہ موازنہ میں بلاواسطہ اور بالواسطہ جنگی اخراجات مثلاً فوج۔ اے۔ آر۔ پی اور گرانی جنگ کے الاؤنس کے لئے (۹۳۰۰۱) لاکھ نیز نامہ موازنہ خرچ اور دوسرے غیر معمولی اخراجات کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے جن کی پابجائی سرشتہ داری بچتوں اور جمع شدہ فاضلات سے ہوگی۔ معمولی اور غیر معمولی مصارف اور تخمینی محاصل میں (۱۹۰۴۷) لاکھ کا تفاوت موجود ہے جس کی پابجائی ضروری ہے چنانچہ سرشتہ داری بچتوں سے (۴۷۰۰۰) لاکھ اور جمع شدہ فاضلات کی سلک سے (۴۰۰۳۳) لاکھ سے اس کی تلافی کسی حد تک ہو جائے گی (۴۳۰۹۲) لاکھ کی بقیہ رقم جو موازنہ میں توازن برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے (الف) ابواب مصارف میں تخفیف کے ذریعہ جس کے سلسلے میں حکومت ایک تخفیف مصارف کی کمیٹی کے تقرر کا اعلان عنقریب کرنے والی ہے نیز (ب) نیز دوسری تدابیر جو ابھی زیر غور ہیں۔

اندازوں کی تفصیلات

۱۳۵۲ف کے تخمینی محاصل کی نسبت جن کی مقدار ۱۳۵۱ف کے (۹۱۵۰۷۲) لاکھ کے مقابل میں (۹۳۴۰۱۳) لاکھ رکھی گئی ہے صدرالمہام بہادر فینانس نے یہ بھی تنبیہ فرمائی کہ ابھی زیادہ وقت نہیں گذرا ہے کہ سال رواں کے نظر ثانی شدہ اور ۱۳۵۲ف کے حقیقی اعداد کو دیکھتے ہوئے ۱۳۵۲ف کے اندازہ کو کچھ بڑھا ہوا رکھنا حق بجانب ہے لیکن ساتھ ہی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے تاکہ کسی قسم کا سہول خلل واقع ہو تو اعتماد اور خوش تدبیری کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جاسکے۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ آمدنی کے اندازے مرتب کرنے میں اس سال بارش کی کامیابی کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے اور اسی بنا پر مالگذاری کے تحت (۴۰۰۰) لاکھ اضافہ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ دوسرے متفرق اہم اضافے یہ ہیں۔ آبکاری کے تحت (۱۰۰۰) لاکھ جنگلات کے تحت (۴۰۰۰) لاکھ دارالضرب کے تحت (۵۰۰۳) لاکھ متفرق مدات کے تحت (۳۸۰۱) لاکھ اور ریلوے کے تحت (۱۱۰۴) لاکھ۔ اس طرح مجموعی اضافہ (۱۱۶۰۰) لاکھ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جن مدات میں کمی واقع ہوئی وہ یہ ہیں۔ کروڑگیری (۰۰۰۳) لاکھ محصول رجسٹریشن (۵۰۰) لاکھ محصول اسٹمپ (۵۰۷۵) لاکھ۔ زر کاغذ (۳۴۰۱۶) لاکھ محصول موٹر گاڑی (۰۰۰) لاکھ۔ کاغذ اسپور (۱۱) لاکھ اور دیگر مدات (۱۰۰۱) لاکھ۔ کروڑگیری کے تحت آمدنی میں کمی کے اسباب یہ ہیں کہ درآمد میں متوقع انحطاط، نقل و حمل کی وجہ سے طلب میں کمی اور حکومت کے ترقیاتی پروگرام میں تخفیف۔

ریلوے سے آمدنی

ریلوے بورڈ نے جو تصفیہ چاہا ہے اس کے مطابق سرکارعالی کی ریلوے نے اول ترین مقررہ ادائی (۱۱۵) لاکھ کے بالمقابل (۱۴۰) لاکھ روپیہ سکہ کلدار ادا کئے ہیں۔ بسال رواں اس میں سے (۱۳۵) لاکھ سکہ عثمانیہ ادا کئے گئے۔ اول ترین ادائی پر جو رقم مقررہ تعداد کی جو زائد رقم ہے وہ سب کی سب آمدنی میں شامل نہیں کی جارہی ہے کیونکہ (۱۹۰۱۶) لاکھ روپیہ سکہ عثمانیہ کی رقم ریلوے کی پوری ملکیت حاصل کرنے کے لئے خرچ کی جائے گی اور بقیہ دس لاکھ سکہ عثمانیہ آمدنی میں جمع کئے جارہے ہیں۔

خرچ میں اضافہ

خرچ کا اندازہ (۹۳۴۰۳۱) لاکھ کیا گیا ہے۔ اس کے بالمقابل ۱۳۵۱ف کا ابتدائی اندازہ (۹۱۳۰۰۰) لاکھ تھا۔ خرچ میں اضافہ زیادہ تر ان مدات کے تحت ہوا ہے۔ ادائی قرضہ (۴۰۰۰) لاکھ۔ مالگذاری اراضی (۱۰۷۴) لاکھ۔ خریداری اشیاء متعلقہ گرانی غلہ (۱۰۱۸) لاکھ۔ عدالت و پولیس (۴۰۷۰) لاکھ۔ پست اقوام اور قدیم قبائل کے لئے خصوصی گنجائش (۱۰۰۰) لاکھ۔ زنانہ ہسپتال کے لئے سرمایہ و غیر مستقل اخراجات (۳۰۰۰) لاکھ۔ طبابت برائے ادویہ و اغذیہ (۲۰۰۰) لاکھ افواج باقاعدہ کی تنظیم کے لئے مد محفوظ (۰۰۰) لاکھ افواج بے قاعدہ کی تنظیم کے لئے مد محفوظ (۴۰۰۰) لاکھ۔ قیمتوں میں اضافہ ہو جانے کے باعث قیدیوں کی خوراک کے لئے زائد گنجائش متعلقہ محابس (۱۰۵۰) لاکھ۔ دیہی خوشحالی کے ٹرسٹ فنڈ کے لئے (۳۰۰۰) لاکھ۔ ابتدائی تعلیم کے لئے خاص رقمی منظوری (۱۰۸) لاکھ۔ انسداد رشوت ستانی کے تدابیر (۱۰۰۰) لاکھ۔ تالابوں کی مرمت (۳۰۸۹) لاکھ۔ کھدائی آبرسانی اضلاع (۵۰۰۱) لاکھ۔ ان کے بالمقابل خرچ میں جو تخفیف کی گئی ہے اس کے اہم مدات حسب ذیل ہیں۔ صادر (۵۰۷۵) لاکھ محصول سود (۱۰۰۰) لاکھ۔ سود (۳۰۲۹) لاکھ۔ فوج (۲۰۲۴۳) لاکھ۔ عمارات (۹۰۰۷) لاکھ۔ آبپاشی (۵۰۹۵) لاکھ۔

احتیاط برتنے کی ضرورت

صدرالمہام بہادر فینانس نے اس امر پر زور دیا ہے کہ چونکہ موجودہ غیر یقینی حالات کے تحت اشیائے خوردنی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں آبادی کے بعض طبقوں کے لئے فائدہ بخش ہیں لیکن دوسروں کے لئے اور خاص طور پر مقررہ آمدنی رکھنے والوں کے لئے دقتیں پیدا کر رہی ہیں۔ نیز بیرونی ممالک سے مال درآمد کرنے کی راہ میں مشکلات حائل ہیں اور تجارت میں خلل پڑ گیا ہے اس لئے احتیاط اور قدامت پسندی کی ہی دانائی کی پالیسی ہو سکتی ہے۔ ساتھ ہی آپ نے حکومت کے قومی تعمیر کے محکموں خصوصاً تعلیمات، صحت عامہ، طبی امداد اور پست اقوام اور قدیم قبائل کے لئے خصوصی انتظامات کی ضرورت جتائی۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ان محکموں کی رقم میں تخفیف مناسب نہیں خیال کی جاتی بلکہ اس کے برعکس

تجویز ہے کہ ان کے لئے مزید تربیت و اہم فنی سہولتیں مہیا کی جائیں، کیونکہ ہر دو ملی مشکلات کے باوجود حکومت اپنی اسکیموں کو سرانجام دے سکے۔

دیہی خوشحالی کا ٹرسٹ فنڈ۔

ایک اہم تجویز دیہی خوشحالی کے ٹرسٹ فنڈ کے قیام سے متعلق ہے جس میں ہر سال اضافہ ہوتا رہے گا اور جس کے لئے نئے میزانیہ مالی کے سال میں ۱۰ لاکھ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس فنڈ میں جس کا انتظام چند ٹرسٹیوں (انشاء اللہ کے یعنی صدر المہام مال، تعلیمات اور بلدیات) کے تفویض ہوگا ہر سال دیڑھ لاکھ کا اضافہ کر کے ۱۳۵۶ف تک جس کی مقدار ۹۰ لاکھ کر دی جائے گی۔ اس سرمائے سے تحقیقات زراعت، امداد باہمی، علاج حیوانات، طبابت اور صحت عامہ جیسے متعدد محکموں کی سرگرمیوں کی مزید امداد کی جائیگی۔

"حیدرآباد کے دیہی علاقوں کی بہبودی کے لئے زرعی ترقی، قرضہ، امداد باہمی، مویشیوں کی اصلاح اور دیگر کاموں کے پروگرام کے علاوہ یہ نہایت ضروری ہوتا جارہا ہے کہ دیہی باشندوں کی قوت پیداواری میں اضافہ کرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ اور عملی اسکیم مرتب کی جائے۔"

گھریلو صنعتیں۔

صدر المہام بہادر فینانس کی رائے ہے کہ اس مسئلے کو کامیابی کے ساتھ حل کرنے کے لئے گھریلو صنعتوں کے واسطے ایک ایسی اسکیم مرتب کرنے کی ضرورت ہے جس میں مقامی خام پیداوار سے استفادہ کو بنیادی طور پر ملحوظ رکھا جائے، ضروری ٹکنیکل تحقیقات سے مدد لی جائے اور مناسب تجارتی معلومات اور تنظیم کے ذریعہ اس کی نگرانی و رہنمائی کی جائے۔"

غیر معمولی مصارف۔

ہوائی حملوں سے بچاؤ کی تدبیروں پر جن مصارف کا آغاز سال رواں میں ہوا ہے آئندہ سال ان کی مقدار میں بہت زیادہ اضافہ ہونے کا امکان ہے چنانچہ اندازوں میں ایسے کثیر و بیشتر مصارف کی گنجائش رکھی گئی ہے جو بوقت ضرورت برداشت کرنے پڑیں گے۔ اس مد کے تحت تمام محکموں کی تجاویز کے مصارف کا اندازہ تقریباً (۱۰۸) لاکھ روپے کیا گیا ہے لیکن احتیاط سے جانچ پڑتال کرنے کے بعد ضروری تصور کیا گیا ہے۔ اس گنجائش کو (۵۷) لاکھ تک محدود رکھا جائے۔ غیر معمولی مصارف کے دوسرے مدات جن کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے ذیل ہیں۔

گرانی الاونس میں اضافہ (۳۵) لاکھ۔ فوج کی تنظیم جدید (۱۳) لاکھ۔ مجموعی طور پر اندازوں میں ۱۳۵۳ف کے غیر معمولی مصارف کے لئے (۱۹۳.۰۱) لاکھ کی حد تک گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس کے بالمقابل سال رواں میں اس گنجائش کی مقدار (۷۱.۹۹) لاکھ تھی جو زیادہ تر جنگی امداد (۳۱.۰۰) لاکھ، جنگی گرانی کے الاونس (۱۳.۰۱) لاکھ اور دفاعی تحفظ کی اسکیموں (۵۰.۰۹) لاکھ پر مشتمل تھی۔ سال رواں میں جدید منظوریاں جن کی مجموعی مقدار (۸۰.۳۴) ہوتی ہے لئے آر۔ پی (۵۹.۰۰) لاکھ اور چاول کی خریدی (۸.۰۵) لاکھ کے لئے صادر کی گئیں۔

گرانی کا الاونس۔

جنگی گرانی کے الاونس کی نسبت صدر المہام بہادر فینانس نے تحریر فرمایا ہے کہ ضروریات زندگی کی بڑھی ہوئی قیمتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے الاونس کی منظورہ شرح بالکل ناکافی ہے اور ان شرحوں سے بہت کم ہے جو حکومت ہند، مختلف صوبوں کی حکومتوں اور ہندوستانی ریاستوں نے جن میں میسور، گوالیار کی ریاستیں بھی شامل ہیں منظور کی ہیں۔ اس لئے اس مد میں (۳۵) لاکھ کی مزید گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس کی بدولت سو یا سو سے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے لئے جن پر موجودہ نرخوں کا سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے گرانی الاونس کی جو شرح مقرر ہے اس کی نظر ثانی ممکن ہوجائے گی۔ مجوزہ شرحیں حسب ذیل ہوں گی۔ جن کی تنخواہ (۳۰) روپیہ یا اس سے کم ہے ان کے لئے (۸) روپیہ جن کی تنخواہ (۳۰) روپیہ اور (۵۰) روپیہ کے درمیان ہے ان کے لئے (۵) روپیہ اور جن کی تنخواہ (۵۱) روپیہ اور (۱۰۰) روپیہ کے درمیان ہے ان کے لئے (۶) روپیہ۔ آئندہ سال اس نظر ثانی سے عائد ہونے والے مصارف کا اندازہ (۲۸.۰۰) لاکھ کیا گیا ہے۔ بقیہ (۷) لاکھ کا اضافہ اس بات کا تحفظ ہے کہ یہ تجویز پورے ایک سال کے لئے منظور کی گئی ہے لیکن ان پر ۱۳۵۳ف کے صرف ایک حصے میں عمل ہو سکے گا۔

موازنہ میں توازن۔

تخمینہ مصارف و تخمینی آمدنی میں (۱۹.۱۳) لاکھ کے تفاوت کی پابجائی کے طریقوں سے بحث کرتے ہوئے صدر المہام بہادر فینانس نے تحریر فرمایا ہے کہ جنگ شروع ہونے کے بعد آمدنی اور مصارف میں جو تفاوت واقع ہوتا رہا ہے اور ان کی تلافی سررشتہ واری بچتوں اور سابقہ فاضلات کی کافی تعداد سے کی جاتی رہی ہے۔ ۱۳۴۹ف کے جنگی امداد کی پابجائی اور بیان جس کی مقدار (۸۰.۰۳) لاکھ کی حد تک مصارف کی پابجائی کی گئی تھی بجٹ ۱۳۵۰ف میں بھی (۱۹۳.۰۲) لاکھ کی حد تک مصارف جمع ادا کئے گئے تھے۔ سال رواں کے ترمیم شدہ تخمینہ کے بموجب (۱۰۶.۰۹) لاکھ کی حد تک مصارف کی پابجائی کی جائے گی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اسی طرح جنگ کی وجہ سے عائد شدہ زائد مصارف بشمول گرانی الاونس اور جنگ کے لئے بالواسطہ اور بلاواسطہ امداد وغیرہ کی پابجائی ۱۳۵۳ف تک (الف) سررشتہ واری بچت اور (ب) سابقہ جمع شدہ فاضلات میں سے کی گئی۔ اختتام ۱۳۵۲ف پر سررشتہ واری فاضلات میں کمی کر دی جائے گی۔ چنانچہ ان کی جو ۱۳۴۹ف میں (۲۰۱.۰۷) لاکھ تھی ۱۳۵۳ف کے اختتام پر گھٹ کر (۹۰.۰۱) لاکھ ہو جائے گی۔ سابقہ فاضلات کی مقدار بھی جو اختتام ۱۳۴۹ف پر (۷۰.۰۱) لاکھ تھی گھٹ کر (۳۴.۰۰) لاکھ رہ جائے گی۔ بلاواسطہ اور بالواسطہ جنگی مصارف کی پابجائی جن کی مقدار (۳۱۶.۰۹) لاکھ تک پہنچ چکی ہے پورے طور پر انہی دو مدات سے کی گئی ہے جو تقریباً ختم ہو چکے ہیں کیونکہ یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ لا متناہی ثابت ہوں گے۔ ہمارے مالیتی انتظامات کی دانشمندی قابل ستائش ہے کہ گذشتہ مدت میں مزید محاصل عائد کئے بغیر اتنے زبردست مصارف کی تکمیل کی گئی۔ خالص مالیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ۱۳۴۹ف سے ۱۳۵۲ف تک تینوں سال کے موازنوں کو خسارہ موازنے قرار دینا ہوگا اس لئے کہ سال ہائے مذکور کے جاریہ محاصل مقابلہ مصارف کے بہت کم رہے اور تقریباً ۱۲ کروڑ کی حد تک اس تفاوت کی پابجائی سالہائے ماسبق کی سررشتہ واری بچتوں یا مجموعی فاضلات سے ہوتی رہی۔"

مزید رقوم کی تلاش۔

تاہم موجودہ حالات میں تصفیہ کیا گیا ہے کہ سررشتہ واری بچت کے ذریعے جس کی مجموعی مقدار (۱۰۰.۰۰) لاکھ ... (۱۰۰.۰۰) لاکھ کی رقم سے جو سال رواں میں حکومت کو منتقل ہو جائے گی آمدنی اور خرچ کے تفاوت کی تلافی کی جائے۔ ان رقومات میں سابقہ فاضلات کی رقم (۳۴.۰۰) لاکھ اور باقی (۸۳.۸۲) لاکھ ان ذرائع سے حاصل کئے جائیں گے جن کا ذکر چوتھے فقرے میں کیا گیا ہے۔

قرضے لینا ٹھیک نہیں۔

موازنے میں توازن قائم کرنے کی غرض سے (۸۳.۸۲) لاکھ کی رقم حاصل کرنے کے لئے حکومت جن ذرائع سے استفادہ کر سکتی ہے ان پر بحث کرتے ہوئے جناب صدر المہام بہادر فینانس نے قرضہ حاصل کرنے کے موجودہ طریقہ کار کو نا موزوں قرار دیا اور قرض لینے اور محاصل عاید کرنے کی تدبیروں کا تقابلی موازنہ فرمایا۔

محاصل عاید کرنے کی ضرورت۔

آگے چل کر جناب صدر المہام بہادر فینانس نے یہ فرمایا کہ آمدنی اور خرچ کے تفاوت پر جس کا اندیشہ ہے قابو حاصل کرنے کے ذرائع معلوم کرنے کے علاوہ احتیاط اور دور اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ قومی تعمیر کے سررشتوں مثلاً تعلیمات، طبابت، صحت عامہ، صنعت و حرفت اور زراعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو اپنے حسابات میں نظر انداز نہ کیا جائے۔ ان سب سررشتوں کو زیادہ سے زیادہ رقومات کی ضرورت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آمدنی کے نئے ذریعے دریافت کئے جائیں کیونکہ آخر کار رعایا ہی کو ان خدمات کا معاوضہ ادا کرنا پڑتا ہے جو حکومت کی جانب سے انجام دی جاتی ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ بعض طبقات پر جو اس مالی بار کو برداشت کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں برطانوی ہند اور بعض ہندوستانی ریاستوں کی بہ نسبت محصول کا بار ہلکا ہے۔ صدر المہام بہادر فینانس نے ارشاد کیا کہ "حیدرآباد کا محصولی نظام ایک تاریخی پس منظر کا حامل ہے اور اس کی نمو و ترقی ایک ایسے تمدن و طرز معاشرت کی تصویر ہے جس میں مالیات عامہ کے جدید ترین تصورات ابھی نہیں شامل کئے گئے ہیں۔ اس محصولی نظام کے تحت جو ابھی ایک عبوری دور میں ہے محاصل کی نئی تجویزوں کے حق بجانب ہونے کا تصفیہ کرنا یا ان کو معاشری انصاف کے معیار کی کسوٹی پر پرکھنا بہت دشوار ہے۔ اس لئے محاصل عاید کرنے کے جدید مسلمہ نظریات یا معاشری انصاف کے مروجہ تصورات کی روشنی میں ایسے محاصل اور اضافہ آمدنی کے وسائل کو دیکھنا بے نتیجہ ہوگا جن کی گہری جڑیں اسی پس منظر کے دوران کی بنا پر چند مضبوط روایات قائم ہو گئی ہیں جن سے ان طبقوں کے محبت و احترام کے جذبات وابستہ ہو گئے ہیں جو ان کے وجود سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں تاریخی اعتبار سے مسلمہ محصولی نظام کی موجودگی میں تمام اجزا کو علیحدہ کر کے انہیں از سر نو مرتب کرنا ایک ایسا کام ہے جس کو پورا کرنے کے لئے کئی سال تک صبر و تحمل سے محنت کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم موجودہ نظام کے ضروری اور مفید عناصر کو کسی طرح قربان کئے بغیر اس کو تبدیل شدہ حالات سے پیدا ہونے والے حالات کے مطابق بنانے کی صورتیں اختیار کر سکیں۔"

تخفیف مصارف کی تحقیقات۔

بجٹ کے تقریباً تمام حصوں کی جانب سے ... سرکاری

مصارف میں با ضرور ابواب میں تخفیف کے پر زور مطالبوں کا ذکر کرتے ہوئے صدر المہام فینانس فرماتے ہیں کہ موجودہ نازک زمانے میں اس مطالبے کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کا ایک چارہ کار یہی ہو سکتا ہے کہ ملک کے منتخب نمائندے حکومت کی جانب سے نامزد کئے جائیں تاکہ وہ مالیاتی امور میں سررشتہ فینانس کو مشورہ دے سکیں اور پوری تحقیقات اور تفصیلی جانچ پڑتال کے بعد ایسی تجویزیں مرتب کر سکیں جن کی بدولت عملی طور پر کفایت شعاری سے کام لیا جا سکے۔ ایک ایسی کمیٹی کے قیام کی سفارش کی گئی ہے جس کی اکثریت غیر سرکاری ارکین پر مشتمل ہوگی اور جس میں سررشتہ فینانس سے متعلقہ پورے چھ غیر سرکاری ارکین اور چار سرکاری ارکین شامل ہوں گے صدر المہام فینانس اس کمیٹی کی صدارت فرمائیں گے۔

صنعتوں میں سرمایہ کاری۔

حیدرآباد میں جاری شدہ صنعتوں میں سرمایہ لگانے کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے سال رواں میں (۴۰ء۴۰) لاکھ کی رقم منتقل کر دی گئی ہے تاکہ ان دو کمپنیوں میں سرمایہ لگایا جائے جو قائم ہو چکی ہیں نیز ایک کمپنی کے مطالبات کی تکمیل کی جا رہی ہے جس کے حصص حکومت نے پہلے ہی خرید لئے ہیں۔

اثاثوں کی مقدار واجبات کی دگنی ہے۔

آخر سال ۱۳۵۱ف تک ابواب قرضہ کی صورت حال کی نقشہ سے واضح ہے کہ ہماری مالی حالت مستحکم ہے کیونکہ کل واجبات کی مقدار (۴۴٬۳۰٬۱۰۰٬۳) لاکھ ہوتی ہے جس کے بالمقابل اثاثوں کی مجموعی مقدار (۸۹٬۶۶٬۳۴) لاکھ ہوتی ہے۔ یعنی اثاثوں کی مقدار جملہ واجبات کی مقدار سے اندازاً دو چند ہے۔

اسٹیٹ بنک۔

مالیاتی نظم و نسق کے دوسرے پہلوؤں سے بحث کرتے ہوئے صدر المہام فینانس نے اس ریاست کی معاشی زندگی میں حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے قیام اور دائرہ عمل کا ذکر فرمایا نیز سکہ عثمانیہ اور سکہ کلدار کی شرح مبادلہ کو مستحکم کرنے اور حکومت کے تجارتی و نیم تجارتی محکموں کی رقوم امانت پر معقول شرح سود ادا کرنے کی ضرورت جتلائی۔ آپ نے ان تدبیروں کی بھی سفارش کی ہے جن کا عمل میں لانا ضروری ہے تاکہ سررشتہ فینانس اور تنقیح کے موجودہ انتظامات کو جدید معیار پر لایا جا سکے۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسٹیٹ بنک قائم کرنے کا خاص مقصد یہ ہے کہ اس کو حکومت سے متعلقہ بنک کاری اور اس نوعیت کے دوسرے کاموں کے لئے نیز خاص خاص پابندیوں اور نگرانی کے تحت حکومت کے اختیارات زر کے واسطے استعمال کیا جائے۔ اس سلسلے میں آپ نے واضح فرمایا کہ باشندگان ملک کو بنکوں سے کام لینے کی ابھی اچھی طرح عادت نہیں پڑی ہے لہذا ابتدائی مشکلات پر غالب آنے میں بنک کو کچھ عرصہ لگے گا۔ آپ نے اس یقین کا اظہار فرمایا کہ یہ بنک ممالک محروسہ کی مالیاتی اور صنعتی ترقی میں ایک نشان راہ ثابت ہوگا اور اگر اسے واجبی امداد حاصل رہی تو بہت جلد اندرون ممالک محروسہ میں اس کی شاخوں اور ایجنسیوں کا جال بھی پھیل جائے گا۔

شرح مبادلہ کا استحکام۔

اس اثناء میں حکومت اور بنک کے درمیان ایک معاہدہ کیا جا رہا ہے جس کے بعد یہ بنک سکہ عثمانیہ اور سکہ کلدار کی شرح مبادلہ کے موجودہ تناسب کو برقرار رکھنے میں مدد دے سکے گا۔ زراعت اور تجارت پیشہ طبقوں کی معاشی فلاح و بہبود کا لحاظ کرتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے شرح مبادلہ کو ایک حد کے اندر مستحکم کیا جائے۔ اس وقت تک حکومت نے شرح مبادلہ کو پیشی کا تقریباً ایک روپیہ کے اندر محدود رکھنے میں کامیابی حاصل کی ہے اور امید ہے کہ حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے کامل تعاون سے مبادلہ کی ایک ایسی شرح پر مستحکم ہو جائیگا جو معیاری شرحوں سے بہت قریب ہوگی۔

مالیاتی نظم و نسق کی تنظیم جدید۔

سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے صدر المہام بہادر فینانس نے فرمایا کہ مالیاتی نظم و نسق اور تنقیح کے انتظامات پر بھی غور کیا گیا ہے اور یہ محسوس ہوا کہ ان پر نظر ثانی و اصلاح ضروری ہے تاکہ دو گونہ مقصد پورے ہو سکیں یعنی (الف) سررشتہ ہائے معتمدی و مال گزاران کے مالیاتی نظم و نسق میں اور مالیاتی پالیسی کی تشکیل دینے میں مدد ملے اور (ب) سرکاری تنقیح اور سرکاری محاصل پر موثر نگرانی قائم رہے۔ ان تدبیروں کا ذکر کرنے کے بعد جو تنظیم جدید کو عمل میں لانے کے لئے اختیار کی جا چکی ہیں آپ نے تنقیح کے موجودہ انتظامات کا تذکرہ فرمایا اور ان کی مکمل جانچ پڑتال کی ضرورت جتلائی تاکہ محکمہ کی تنظیم جدید کے بعد صدر محاسب جیسا کہ پہلے ہی سے خیال تھا عملی طور پر وہ تمام امور انجام دے جو برطانوی ہند میں آڈیٹر جنرل انجام دیتا ہے۔ ایسے ذرائع تنقیح ساختوں کے ذریعہ جو سررشتہ فینانس کے آگے جواب دہ ہوں۔ آبکاری، کروڑگیری اور مالگزاری جیسے محکموں کی آمدنی کی تنقیح کروانے کی ضرورت بھی آپ نے جتلائی ہے۔ تاہم آپ نے تسلیم کیا ہے کہ یہ تبدیلیاں معمولی کاروبار میں کسی قسم کی بے ترتیبی و خلل ڈالے بغیر تدریجاً عمل میں لائی جائیں اور اور وہ بھی صرف اس وقت جب کہ ان فرائض کو انجام دینے کے لئے موزوں افسر دستیاب ہو جائیں۔ ان افسروں کی تربیت کے انتظامات عمل میں لائے جا رہے ہیں۔

روس کے اسلامی مقبوضات

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۹)

داغستان

قفقاز کے شمالی علاقوں میں سات دس ہزار تین سو بیس مربع کیلو میٹر زمین کا رقبہ الگ کر کے داغستان کی مملکت قائم کیا گیا ہے یہاں کی کل آبادی ۹۱۵۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے جہاں پر تقریباً نوے فی صدی مسلم آبادی ہے مرکزی اور فرد نجح ہے داغستانی مسلمانوں کی نسل ترک ہے ان کی نسلی زبان بھی ترک ہے علماء اسلام کے اثر و رسوخ سے تمام اختلافات عربی میں ہیں۔ نیز عام عربی بولی سمجھ سکتے ہیں داغستانی مسلمانوں کے حسن و جمال کی تعریف سب پر فوقیت دی جاتی ہے۔ مزید براں ان کی سخاوت اور دلیری کا سکہ تمام روس پر بیٹھا ہوا ہے۔

یہ ہے قفقاز کا مختصر خاکہ جو پانچ حصوں میں الگ الگ جمہوریتوں کا نام لیتا ہے۔ لیکن چونکہ سوویٹ روس کا نظام حکومت اشتراکی ہے اس لئے ہر ایک ریپبلک پر کمیونسٹ ڈکٹیٹرشپ کا کامل اقتدار ہے۔

یہاں پر ایک تعجب انگیز مگر ذکر کرنا اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کو یہ کہنا کہ وہاں (روس میں) سات قومیں مختلف نسل اور مذہب کی آباد ہیں۔ اس دعوے کی اصلیت نہیں ہے۔

قفقاز کو اس وقت تک پہنچانے کے لئے ترکستان سے راستے پر دو طویل لائنیں ہیں۔

سائبریا

سے راستے ماسکو سے آنے والی لائن سمارا سے تاشقند تاشقند سے بخارا اور خیوا عشق آباد ہوتی ہوئی کراسنوادسک پر ٹکرا کر جاتی ہے۔ دوسری لائن تاشقند سے بجوہ اور ال سے ہوتی ہوئی اورنبرگ وہاں سے سیزران کو جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ ان دونوں راستوں سے قفقاز کو براہ ترکستان یورپ سے لنک پہنچ سکتی ہے۔

احمدیہ پریس چادر گھاٹ میں طبع ہو کر دفتر حکمت سانچہ توپ سے شائع ہوا۔